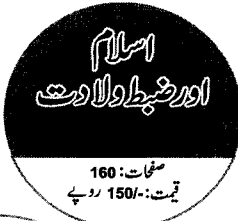
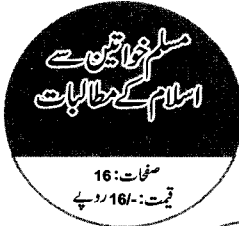


● آپ کا اپنا معیار درست ہونا چاہیے: یہ کام آپ صرف اسی صورت میں انجام دے سکتے ہیں، جب کہ آپ کے اپنے اخلاق اس سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوں جو اس نظام کا تقاضا ہے۔ جب آپ اسلام کی طرف دعوت دینے کے لیے اٹھیں گے تو یہ لوگ دیکھیں گے کہ ہمیں یہ دعوت دینے والے خود کیسے ہیں۔ اگر آپ کے اخلاق اور سیرت و کردار میں کوئی خرابی ہوئی، یا آپ کے اندر ایسے لوگ پائے گئے جو مناصب کے خواہش مند اور ان کے لیے حریص ہوں، یا آپ کے اندر ایسے لوگ موجود ہوئے جو کسی درجے میں بھی خلاف ورزی کرنے والے ہوں، تو اس صورت میں آپ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اس لیے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ اسلامی انقلاب کے لیے جدوجہد کرنے کے مخصوص تقاضے ہیں۔ اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد کرتے وقت آپ کو جن چیزوں کو خاص طور پر پیش نظر رکھنا ہوگا وہ یہ ہیں کہ آپ کے اخلاق نہایت بلند ہوں۔ آپ کی زندگی پوری طرح اسلام کے ڈھانچے میں ڈھلی ہوئی ہو۔ آپ کے اندر نظم جماعت کی کامل اطاعت پائی جاتی ہو۔ آپ جماعت کے دستور کی پوری طرح پابندی کرنے والے ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ عوام الناس کے اندر پھیل کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لیے ہر لحظہ کوشاں ہوں اور چاہے یہ کام آپ کو ۵۰ سال بھی کرنا پڑے لیکن آپ لگن کے ساتھ اسے کرتے چلے جانے کا مصمم ارادہ رکھتے ہوں، تو ان شاء اللہ کوئی طاقت اس ملک کو اسلامی ملک بننے سے نہیں روک سکے گی۔ (خطاب ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء، بحوالہ تحریکی شعور، از نعیم صدیقی)

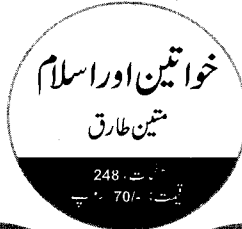
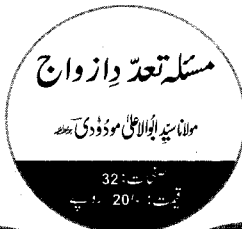
ترجمان القرآن ﷺ ایک مشن، ایک پیغام، ایک دعوت!

آپ رسالہ پڑھتے ہیں، بہت اچھا کرتے ہیں۔ لیکن یہ کافی نہیں۔ اپنی استطاعت کے مطابق ہر ماہ یہ رسالہ آگے پہنچائیے۔ اس سے جو خیر رونما ہوگا، آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا۔ یہ دعوت پھیلا نا سنت نبویؐ ہے۔ اللہ نے آپ کو بھی اس کام کا مکلف کیا ہے۔ وقت کے ذریعے، مال کے ذریعے، صلاحیت کے ذریعے آگے بڑھیے۔

اس جدوجہد میں اپنا حصہ ادا کیجیے، محض تماشائی بن کر نہ رہ جائیے!



حسن معاشرت



اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ



دیگر اسلامی کتب کے لیے رابطہ کریں:

islamicpublication

042-35252501-02



منصورہ ملتان روڈ لاہور- 54790



islamicpak@gmail.com

@yahoo.com



SMS ur Address: 0322-4673731



قرآن کا طریق دعوت

ابوسلیم محمد عبدالحی

قرآن کریم ایک دعوت کی کتاب ہے اور ایک دعوت اور ایک تحریک کے ساتھ ساتھ نازل کی گئی ہے۔ پورے ۲۳ سال کی مدت میں اسلامی دعوت کو جن جن مرحلوں سے ہو کر گزرنا پڑا، ان تمام مرحلوں میں اس کتاب نے بروقت رہنمائی کی ہے۔ ہر موقع پر ضرورت کے لحاظ سے اس کے مختلف حصے نازل ہوتے رہے ہیں۔ ضرورت کے تقاضوں کے ماتحت انداز بدل بدل کر ایک بات کو بار بار دہرایا گیا ہے اور ہر موقع پر کسی ضروری پہلو کو زیادہ ابھارا گیا ہے۔

ایسی کتاب کو اگر آپ دوسری کتابوں کی طرح پڑھیں گے تو ظاہر ہے کہ آپ پورا فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے، جو باتیں کسی خاص موقع اور کسی خاص محل پر کہی جاتی ہیں اگر آپ انہیں موقع اور محل کے تصور سے الگ کر کے دیکھیں تو ان میں نہ اثر باقی رہتا ہے اور نہ سننے والے اس سے وہ لطف محسوس کر سکتے ہیں۔ آپ نے خود تجربہ کیا ہوگا۔ کبھی کسی نازک موقع پر خاص حالات کے تحت کسی شاعر کا ایک مصرع یا کسی شخص کا کوئی مقولہ سننے والوں کو ترپا دیتا ہے لیکن وہی مصرع اور وہی مقولہ اگر ان حالات سے الگ ہو کر دہرایا جائے تو اس میں کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوتی۔

● قرآن ایک دعوت کی کتاب ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ قرآن آپ کی آنکھوں کو پر نور اور آپ کی قوتوں کو متحرک کرے تو آپ پہلے اس دعوت کو اپنائیں جو قرآن کریم پیش کرتا ہے۔ آپ اس دعوت کو عملاً دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ اگر آپ سچ سچ اسلامی دعوت کو لے کر اٹھیں گے تو آپ محسوس کریں گے کہ آپ کو قدم قدم پر رہنمائی کی ضرورت ہے اور جب آپ کے حسب ضرورت وہ رہنمائی براہ راست مالک کائنات کے الفاظ میں آپ کے سامنے آئے گی تو ممکن نہیں کہ آپ کے جذبات میں ابھار پیدا نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی آنکھیں پر نور ہو جائیں

اور آپ اپنے اندر ایسی قوت محسوس کرنے لگیں کہ آپ کو دنیا کی ساری قوتیں ہیچ نظر آئیں۔ ایک ایسا شخص جو پیاسا نہ ہو اور جسے پانی کی ضرورت بھی نہ ہو وہ پانی کے اوصاف بہت کچھ بیان کر سکتا ہے۔ وہ اچھی طرح بتا سکتا ہے کہ پانی کس کس گیس سے مل کر بنا ہے، کیا خاصیتیں رکھتا ہے، کتنے درجے پر اُبلتا ہے، کس درجے پر جم جاتا ہے۔ غرض یہ کہ آپ اُس کی باتیں سن کر محسوس کریں گے کہ وہ پانی کا مکمل عالم ہے اور پانی کے بارے میں اُس کی معلومات انتہائی قابلِ قدر ہیں۔ لیکن اگر پانی کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ کرنا ہو تو آپ اس پیاسے سے پوچھئے جو کسی ریگستان میں کئی دن تک پانی کی تلاش میں گھوم چکا ہو، اور آخر میں کہیں سے ایک پیالا بھر پانی پاسکے۔

● اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لیے غور کیجیے کہ قرآن پاک کے ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ نے داعیِ حق (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کچھ ایسی ہدایات دی ہیں جن میں انھیں اس مشکل کام کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنے کی تاکید ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس اونچے کام کے لیے آپ کو منتخب فرمایا تھا، اس کے لیے ضروری صلاحیتیں آپ میں پہلے ہی پیدا ہو چکی تھیں۔ آپ دُنیا کے تمام انسانوں میں سے بہترین انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد آپ کو حاصل تھی۔ لہذا اپنے آپ کو تیار کرنے والی ہدایات کی ضرورت آپ کو اتنی نہ تھی جتنی کہ آپ کے بعد آنے والے ان لوگوں کو تھی جو آپ کی ہدایات کے تحت اللہ کے دین کو قائم کرنے کا کام کرنے والے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ آپ کی امت میں سے قیامت تک جو لوگ دعوتِ اسلامی کا کام کرنے کے لیے تیار ہوں گے، اللہ کے دین کو دنیا میں قائم کرنے کا ارادہ کریں گے اور اس راہ میں کوئی قدم بڑھائیں گے، وہ کتنی سخت ضرورت محسوس کریں گے کہ دنیا کے اس سب سے دشوار کام کے لیے انھیں کچھ ہدایات ملیں اور ان کی بروقت رہنمائی ہو۔ ایسے لوگوں کے سامنے جب اس دور کا نازل شدہ قرآن آئے گا، تو انھیں وہی چیز ملے گی جس کو ان کے دل ڈھونڈ رہے ہوں گے۔ سورہ مزمل جس میں نماز، ذکر اور تہجد سے قوت حاصل کرنے کے لیے آں حضرت کو ہدایات دی گئی ہیں، ایک جملہ یہ بھی ہے کہ: **إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْعًا وَخَلِيلًا**، ”بلاشبہ تمہیں دن میں بڑا لمبا کام کرنا پڑتا ہے“ (دعوتِ اسلامی کا کام)۔

اس لیے کام کے لیے قوت کی ضرورت ہے۔ اس خدمت کے لیے تیاری لازمی ہے اور اس قوت اور اس تیاری کے لیے یہ نسخہ موجود ہے۔ بات بالکل کھلی ہوئی ہے۔ جسے کوئی لمبا کام کرنا

ہی نہ ہو، اس کے لیے ان ہدایات میں کیا رکھا ہے۔ نسخہ اور دوا تو بیمار کو عزیز ہوتا ہے۔

● اسی طرح آگے بڑھیے۔ مکی دور کے پورے قرآن میں کفار کہہ کی وہ کش مکش جس نے اہل ایمان کا جینا دو بھر کر دیا تھا بطور پس منظر کے موجود ہے۔ اللہ کا نام لینا جرم ہے۔ اپنے پرائے ہوتے جا رہے ہیں۔ دوست دشمنی کا برتاؤ کر رہے ہیں۔ اوجھے اور کمین لوگ بااخلاق اور شریف لوگوں پر قسم قسم کی بے ہودہ گندگیاں اُچھال رہے ہیں۔ پھر اہل ایمان جو کچھ کہہ رہے ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں ان میں کوئی مادی غرض چھپی ہوئی نہیں ہے۔ وہ خود سیدھی راہ پر چلنا چاہتے ہیں اور دوسروں کو خود ان کے ہی بھلے کے لیے سیدھی راہ پر چلانا چاہتے ہیں۔ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بڑی سیدھی اور سچی بات ہے۔ پھر اسے زبردستی منوانا نہیں چاہتے۔ مان لینے، سوچنے اور سمجھنے کی دعوت دے رہے ہیں، مگر مخالفین ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے ہیں۔ ہر بات کو سنی اُن سنی کر دیتے ہیں۔ کسی بات کو معقولیت کے ساتھ سنتے ہی نہیں۔ غور اور فکر کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے۔

اب ذرا سوچیے اگر کوئی گروہ یا کوئی شخص حق کی دعوت لے کر اُٹھے، اپنی حد تک دنیا میں اللہ کے دین کا پیغام دوسروں تک پہنچانا چاہے، اور اللہ کے دین کو قائم رکھنے کے لیے کچھ نہ کچھ کوشش شروع کر دے اور اس کے نتیجے میں اسے بھی کچھ ایسے ہی حالات پیش آنے لگیں جن کا کچھ مختصر ذکر اوپر ہوا ہے۔ وہ بھی مخالفین کا نشانہ بن جائے۔ اسے بھی اپنے پرایا سمجھنے لگیں۔ اس کے لیے بھی صرف ایک اللہ کو اپنا حاکم و مالک مان لینا جرم ہو جائے۔ اس کی بات کو بھی لوگ سننے اور غور کرنے کے بدلے یوں ہی ہوا میں اڑانے لگیں، تو ایسے شخص کو ان نازک حالات میں مناسب اور بروقت ہدایت کی کیسی سخت ضرورت محسوس ہوگی۔

جس اللہ نے امت مسلمہ پر قیامت تک کے لیے دعوت دین کا فرض عائد کیا ہے، اس کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس مشکل خدمت کو انجام دینے کے لیے ہدایات بھی دے دی ہیں۔ لیکن ان ہدایات کی صحیح قدر و قیمت جب ہی محسوس ہو سکتی ہے جب اس خدمت اور فرض کو ادا کرنے کے لیے عملاً میدان میں اتراجائے جس کے سلسلے میں یہ ہدایات دی گئی ہیں۔

● اسی انداز پر آپ ان تمام مضامین پر غور کرتے جائیے، اور پھر فیصلہ کیجیے کہ جب تک واقعی کوئی متحرک دعوتی کام لوگوں کے سامنے نہ ہو، ان کے لیے اس سرمایے میں سے کتنا تھوڑا

حصہ آ سکتا ہے۔

● صبر کی تلقین تو اسی شخص کے لیے موزوں ہے جو مخالفتوں کا شکار ہو رہا ہو اور مشکل حالات میں گھرا ہوا ہو۔

● دنیا کو مقصود نہ بنانے کی نصیحت تو اسی کو کی جاسکتی ہے جو دنیا کو جیتنے اور حاصل کرنے کے لیے نکلا ہو۔

● توحید و آخرت کی دلیلیں تو اسی شخص کو وجد میں لاسکتی ہیں جو یا تو خود منکر توحید و آخرت رہا ہو یا جسے منکرین توحید و آخرت کو بات پہنچانے کی تڑپ ہو۔

● شرک کے خلاف قرآن کی پیش کردہ ہم تو اسی کے لیے سبق بن سکتی ہے جو شرک اور توحید کے فرق کو سمجھنے کا اور سمجھانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

● اسلام کے خلاف قسم قسم کے شبہوں کا جواب اور مخالفین کی ڈالی ہوئی الجھنوں کی صفائی کا لطف تو وہی اٹھا سکتا ہے جس نے ان شبہوں کو دور کرنے اور ان الجھنوں کو صاف کرنے کا در دسر اپنے ذمے لیا ہو۔

● کسی صالح جماعت کے بننے کی ضرورت اور اس کے اصولوں کا ذکر تو اسی شخص کے لیے مفید ہو سکتا ہے، جو اسلام کو بحیثیت ایک اجتماعی دین کے خود تسلیم کر چکا ہو اور دوسروں پر اس کی اس حیثیت کو واضح کرنا چاہتا ہو۔

● اسلامی ریاست کی تعمیر کے لیے بنیادی اصول تو اسی شخص کی دل چسپی کا موجب ہو سکتے ہیں جس کے سامنے کسی اسلامی نظام کو واقعی برپا کرنے کا سوال ہو۔

● اسلامی تمدن اور اسلامی رہن سہن کے اصول و ضوابط کو سمجھنے کی کوشش تو وہ کرے جسے واقعی کوئی اسلامی معاشرہ تیار کرنا ہو، اور ایسے معاشرے کو دنیا کے سامنے ایک جیتے جاگتے اسلامی نمونے کی حیثیت سے پیش کرنا ہو۔

● زندگی کے مختلف شعبوں میں اسلامی رہنمائی کا علم تو اس کے لیے ضروری ہے جس نے اپنی زندگی کے لیے یہ فیصلہ کر لیا ہو کہ اسے بہر حال اسلامی اصولوں پر قائم رہنا ہے اور دنیا کے تمام دوسرے اصولوں پر ان اصولوں کی برتری کو اپنے قول اور اپنے عمل سے ثابت کرنا ہے۔